وحدتِ ملّی کی اساس: قرآن مجید

پروفیسر حافظ احمد یارؒ

حامِدًا وَمُصَلِّیا ومستعیذًا ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:۱۰۳)

انسانی غور وفکر کے نتیجے میں اب یہ بات ایک سائنسی نظریہ کی صورت میں سامنے آ چکی ہے کہ عالمِ موجودات اوراس نظامِ کائنات میں ہرچھوٹی بڑی شے کا وجوداُس کے مرکز سے وابستہ ہے۔ذرّہ (Atom) کاوجودایک مرکز (Nuclear) سے وابستہ ہے۔زمین اوراس پر رہنے والی مخلوقات کی زندگی مرکزی کشش ثقل کے سہارے قائم ہے۔نظامِ شمسی ایک مرکز کی بناء پر استوار ہےاوراسی طرح بات آگے کہکشاں تک پہنچتی ہے۔

ذرہ سے لے کرنظام ہائے کہکشاں (Galactic System) تک ہرجگہ اپنے اپنے مرکز کے گرد طواف کاایک منظر پایا جاتا ہے۔مرکز کےٹوٹ جانے یامرکز سے بےتعلق ہوجانے کے نتیجے میں تباہی اور بربادی ظہور میں آتی ہے۔

چیست وحدت؟ جز وجودِ مرکزے / زندہ ہر شے در حدودِ مرکزے!!
ذاتِ شے بر ذرّہ باشد منقسم / ذرّہ ہا را مرکزے دارد بہم
ذرّہ ذرّہ سوئے مرکز می رود / آیون آیون[1] گرد یک مرکز دود
ثابت و سیّارگان را مرکز است / قطب را و کہکشاں را مرکز است
ہر یکے بینی بعشقے در طواف!! / کے کند از مرکز خود انحراف
ہر نظامے را ست مرکز در جہاں / مرکزے دارد ہم این کون و مکان
گر کسے از مرکزش رو تافتے / نامِ خود ہم گم زہستی یافتے
ہر کہ دور از محورش مائل شود!! / چوں شہابے ہستی اش زائل شود!

(مثنوی صمدائی)

جس طرح عالم حسی وطبیعی میں اشیاء کا وجودمختلف درجات میں کسی نہ کسی مرکز سے مربوط ہے،اسی طرح اشخاص واقوام کامعنوی وجودبھی ہمیشہ کسی مرکز سے وابستہ ہوتا ہے۔

یہ معنوی مرکز ہی اس کی بقاءاوراس کی تعمیر وارتقاء کے لیےایک مضبوط اساس مہیا کرتا ہے۔اقوام وملل میں اسی مرکز سے وابستگی کے باعث ایک احساسِ یکجہتی پیدا ہوتا ہے۔اوریہی احساسِ یکجہتی یااخوت واتحادایک ملت یاقوم کودوسری ملتوں اورقوموں سے ممتاز کرتا ہے۔

(۱) مراد ہے آئیونک تھیوری(Ionic Theory)

اسلامی نقطہ نظر سے تمام انسان دو ملتوں میں منقسم ہیں۔ یعنی اسلام کا نظریہ ملّت درحقیقت دو قومی نظریہ ہے۔ ایک طرف ملّتِ اسلامیہ اور دوسری طرف الکُفر مِلَّةٌ وَاحِدة —— عجیب بات ہے کہ آج مسلمانانِ عالم یا کم از کم ان کی خودساختہ قیادتیں وقت کے شدید ترین انتباہات کے باوجود اپنے آپ کو ایک اور صرف ایک ملت سمجھنے سے قاصر ہیں' یا کم از کم وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں نظر آتے۔ دوسری طرف وہ ''ملّتِ کفر'' کو ملّتِ اسلامیہ کے مقابل عداوتِ مسلم پر متحد و متفق ایک ہی ملت سمجھنے کی بجائے کسی نہ کسی ملتِ کافرہ سے ''اُمیدِ غم گساری'' رکھتے ہیں۔ کوئی ماسکو کے سہارے زندگی کی تلاش میں ہے اور کوئی واشنگٹن کی مہربانی کو اپنے لیے درازیٔ عمر کا بہانہ خیال کیے ہوئے ہے۔ کوئی ایک سپر پاور کے دروازے پر حاضر ہے تو کوئی دوسری سپر پاور کی دہلیز پر۔ اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ مسلمان تو اپنی وحدت اور کفر کی وحدت کی تصور سے ناآشنا نظر آتا ہے' مگر غیر مسلم یا ''ملت ہائے کفر'' تمام مسلمانوں کو ایک ہی ملت سمجھ کر اسے معدوم کرنے یا محکوم بنانے کی مساعی میں ایک متفقہ پروگرام پر عمل پیرا نظر آتی ہیں۔

ہنود و یہود اور روس و امریکہ سب عداوتِ مسلم پر متحد ہیں—— لبنان ہو یا افغانستان' صومالیہ ہو یا ہندوستان' اری ٹیریا ہو یا فلپائن' ہر جگہ خونِ مسلم کی ارزانی دیکھئے! اور یہی نہیں کہ صرف غیر ہی ان کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں' مسلمان خود بھی وحدتِ ملّت کے تصور کو پس پشت پھینک کر اپنے اپنے سیاسی قبلہ سے وفاداری کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں—— ایران' عراق اور صحراء میں کون کس کو مار رہا ہے؟ اور کس کے لیے؟ آج کتنے لاکھ بے خانماں جلاوطن مسلمان دنیا کے مختلف ملکوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں —— یا مہاجر کیمپوں میں اپنے بڑوں کی غلطیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

﴿اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ لَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ (الحدید)

''کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہلِ ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے' اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی تو جب ان پر ایک طویل مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے۔''

آج اگر ملّتِ اسلامیہ کی سیاسی وحدت وطن' نسل' رنگ' زبان وغیرہ کے مراکز میں بٹ کر رہ گئی ہے تو ان کی دینی وحدت بھی چند مخصوص کلامی اختلافات اور فقہی مذاہب کو ہی اساسِ وحدت سمجھ لینے کی بنا پر فرقوں اور مسالک میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اور سب آپس میں دست و گریباں ہیں —— سیاسی معاملات ہوں یا دینی توجیہات ہر جگہ اختلافات ''رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ'' سے گزر کر ''بَغْیًا بَیْنَھُمْ'' کے نشانِ خطرہ (Danger Point) سے متجاوز ہوتے نظر آتے ہیں۔

مسلمان غالباً اپنی تاریخ کے کسی دور میں بھی وحدتِ ملت کے تصور سے اتنا منحرف اور اس کا اتنا محتاج کبھی بھی نہیں ہوا جتنا آج ہے۔

ملی وحدت کے لیے اور اتحاد کے لیے ایک مضبوط اساس یا ایک ایسے قومی مرکز کی ضرورت ہوتی ہے جس میں نہ صرف تمام اجزائے ملّت کو مرکزِ ملّت کی طرف کھینچنے کی زبردست قوت موجود ہو بلکہ جو منتشر اور متفرق کرنے والی تمام قوتوں پر غالب بھی آ سکے۔

آج یہ بات کرنا تو کوئی انکشاف نہیں کہ ملّتِ اسلامیہ کی اساس وطن، نسل و رنگ، زبان یا کسی اور مشترکہ وقتی مفاد پر نہیں ہے، ملتِ اسلامیہ کی اساس دینِ اسلام ہے۔ بقول اقبال ع

قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری!

مگر خود دینِ اسلام کی صحیح پہچان اور شناخت اس کے اپنے مرکز کے حوالے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ بقول مولانا رومؒ ؎

دیں بگیرد بدعتے بدعت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

ملّت کی اساس دین اور دین کی اساس کتاب وسنت ہے۔ کتاب وسنت میں ہی ایک خدا، ایک رسول ﷺ ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک امت کا تصور موجود اور شامل ہے، بلکہ یہی ایمان کا مقصود ہے۔

پھر کتاب وسنت میں بھی سنت کی حیثیت کتاب کے اولین اور معتبر ترین شارح کی ہے، جس کے بغیر فہمِ قرآن کی کوئی کوشش گمراہی ہے اور جس کے بغیر ذاتِ رسول ﷺ سے عشق و وفاداری کا کوئی ادعا امکانِ کذب سے محفوظ نہیں ہے۔

اِن معنوں میں دین کی اصل اساس قرآن کریم ہے اور اسی کو وحدتِ ملتِ اسلامیہ کی صحیح ترین اور مضبوط ترین اساس قرار دیا جاسکتا ہے۔

وحدتِ ملی کے ساتھ قرآن مجید کے اس اساسی اور بنیادی تعلق کی مزید وضاحت خود قرآن کریم کی بعض آیات سے ہوتی ہے۔ مثلاً:

(۱) ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور باہم نااتفاقی میں نہ پڑو''۔ میں ''حبل اللہ'' کی تفسیر مفسرین نے قرآن، اسلام، عہد اللہ، جماعت، اطاعت اور توحید سے کی ہے۔ تاہم اکثر نے اس سے کتاب اللہ یا قرآن کریم ہی مراد لیا ہے۔

(i) ابن جریر نے کتاب اللہ کے معنوں کی تائید میں پانچ مختلف طرق اور اسناد سے روایت بیان کی ہے۔

(ii) حافظ ابن کثیر نے حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے ''حبل اللہ'' سے مراد ''قرآن مجید'' لیا ہے۔

هو حبل الله الممدود من السماء الى الارض ...... كالحبل الذى يتمسك به خشية السقوط۔

احمد محمد شاکر نے ابن کثیر کی تلخیص میں اس روایت کو سنداً ضعیف مگر معناً صحیح اور ثابت قرار دیا ہے اور

شواہد کے طور پر کچھ اور روایات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ازاں جملہ صحیح مسلم (کتاب فضائل الصحابة) کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے:

((اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ ، اَحَدُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ ، مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ))

''میں تمہارے مابین دو بھاری (نہایت اہم) چیزیں چھوڑ رہا ہوں' ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور وہی اللہ کی رسی ہے۔ جس کسی نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔''

شیعہ مفسر طبرسی نے چار مختلف روایات کے ذریعے ''حبل اللّٰہ'' سے قرآن کریم مراد لیے جانے کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اپنے مسلک کی بناء پر اس نے ''اھل بیت'' کو بھی اس میں شمار کر ڈالا ہے۔

تفسیر ''المنار'' میں ''حبل اللّٰہ'' کی تفسیر قرآن مجید سے کرنے کو قولِ مختار قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے بھی کہ باقی سب معانی خود بخود اس میں شامل ہیں۔ صاحب المنار مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فھو (یعنی اللّٰہ) اوجب علینا ان نجعل اجتماعنا و وحدتنا بکتابه علیه نجتمع و به نتحد لا بجنسیات نتبعها ولا بمذاهب نبتدعها ولا بموا صفات نصنعها ولا بسیاسات نخترعها، ثم نهانا (اللّٰه) من التفرق والانفصام بعد هذا الایضاح والاعتصام لما فی التفرق من زوال الوحدة''

یہ بھی قابل غور ہے کہ یہ آیت اسلام کے نظریہ وحدت ملت کے ایجابی اور سلبی دونوں پہلوؤں کو شامل ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا......اور......لَا تَفَرَّقُوْا

(۲) اتحاد و وحدتِ ملت کے لیے تالیف بین القلوب نہایت ضروری ہے۔ سورۂ آل عمران اور سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے اعداء کے دلوں کو باہم جوڑنے کے اس عمل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

(i) ﴿اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ﴾ (آل عمران:۱۰۳)

''جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر الفت پیدا کر دی پس تم اللہ کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔''

(ii) ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ﴾ (الانفال:۶۳)

''وہی تو ہے جس نے (اے نبی ﷺ!) آپ کی مدد کی ہے اپنی نصرت سے اور اہل ایمان کے ذریعے سے۔ اور ان (اہل ایمان) کے دلوں میں اُس نے الفت پیدا کر دی۔ اگر آپؐ زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے' لیکن یہ تو اللہ نے ان کے مابین ایسی الفت پیدا کر دی۔''

سورۂ آل عمران ہی کی اس آیت سے پہلے ایک آیت میں اعتصام باللہ (اللہ کو مضبوط پکڑنا) کو حصولِ ہدایت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے ﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ھُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱﴾ ''اور جو کوئی اللہ سے چمٹ جائے اُس کو تو ہدایت ہوگئی صراطِ مستقیم کی طرف''۔ اور آگے اسی اعتصام باللہ کا ہی حکم ﴿وَاعْتَصِمُوْا

﴿بِحَبْلِ اللّٰہِ﴾ کے الفاظ میں دیا ہے۔

پوری ملت میں تالیف بین القلوب یا دل جوڑنے کا یہ کام آج بھی کتاب اللہ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

فرقہ وارانہ باتوں سے کسی ایک فرقے میں شاید تالیف بین القلوب کا کام لیا جا سکے اور وہ بھی منفی انداز میں۔ مثبت اور تعمیری انداز میں ملت گیر سطح پر تالیف بین القلوب قرآن کے نام پر اور اسلام کے نام پر ہی ممکن ہے اور ان کا مظہر اصل قرآن کریم ہی ہے اور وہی ''سبیل اقوم'' کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

(۳) قرآن کریم کے بارے میں قرآن کریم میں ہی وعدۂ حفاظتِ الٰہی مذکور ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۹﴾ (الحجر)

''بے شک ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ اساسِ قرآنی پر مبنی وحدت ہی محفوظ اور پائیدار وحدت ہوگی۔ اس لیے کہ اس اتحاد یا وحدت کی بنیاد کسی وقتی مصلحت یا کسی منفی مفاد پر نہیں ہوگی۔

ہم جانتے ہیں کہ لوگوں نے قرآن مجید کو بھی اپنی اغراض و ہوائے نفس کے تحت تحریفِ معنوی کا نشانہ بنایا ہے۔ خدا و جبریل و مصطفیٰ (ﷺ) کو دم بخود کر دینے والی تاویلات بھی کی گئی ہیں۔ خود بدلنے کی بجائے قرآن کو بدل دینے والے فقیہانِ حرم بھی موجود ہیں:

اے بسا عالم ز قرآں حرف جوست
دین حق ہفتاد و دو فرقہ ازوست!

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کے نہ صرف الفاظ و حروف میں کوئی ادنیٰ تغیر واقع نہیں ہوا' بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے جس طرح سمجھا اور نافذ کیا اور جس طرح اس پر خود عمل کیا اور دوسروں سے عمل کرایا اس کی تمام تر تفصیلات کا ریکارڈ بھی موجود ہے جو اتباعِ شہوات پر مبنی تمام آراء و تاویلات کے لیے پڑتال اور احتساب کا کام دیتا ہے۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی لفظاً اور معناً حفاظت اپنے ذمہ لی ہے' اس لیے قرآن ہی وحدتِ ملت کی سب سے محفوظ اور محکم ترین اساس ہے۔ قرآن کو چھوڑ کر کسی اور شے پر ملت استوار کرنے کی کوشش کا انجام ﴿فَانۡہَارَ بِہٖ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ﴾ (التوبۃ:۱۰۹) ہی ہو سکتا ہے۔

[یہ مقالہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی دس سالہ تقریب کے ضمن میں ''اصلاحِ معاشرہ اور قرآن حکیم'' کے موضوع پر ۱۲ نومبر ۱۹۸۲ء کو جناح ہال لاہور میں پیش کیا گیا۔]

❁❁❁

میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔